روزنامہ
# الفضل

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 C.P.L 29-FD

Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

بدھ 6 ستمبر 2006ء 12 شعبان 1427 ہجری 6 تبوک 1385 ہش جلد 56-91 نمبر 200

## سجدہ کے اعضاء

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سات ہڈیوں کے ذریعہ سجدہ کروں پیشانی اور ناک، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور دونوں گھٹنے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب اعضاء السجود حدیث نمبر 759)

لندن سے براہ راست 58ویں جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا اختتامی خطاب 3 ستمبر 2006ء

# زندگی کا سکون خداتعالیٰ کی عبادت سے حاصل ہوتا ہے

## خدا سے تعلق اور تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم کریں تا دنیا میں انقلاب پیدا ہو جائے

خطاب کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3 ستمبر 2006ء کو امریکہ کے 58ویں جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس سے محمود ہال بیت الفضل لندن سے اختتامی خطاب فرمایا۔ یہ پروگرام ایم ٹی اے کے ذریعہ سے براہ راست ساری دنیا میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور ساتھ ساتھ امریکہ کے جلسہ کے مناظر بھی دکھائے جاتے رہے۔ ایک ہی وقت میں دونوں طرف سے اس طرح کا Live پروگرام جماعت احمدیہ کی تاریخ کے ایک اور سنہرے باب کا آغاز ہے۔ تلاوت اور نظم حضور انور کے ارشاد پر جلسہ سالانہ امریکہ کے سٹیج سے پڑھی گئی۔ جبکہ حضور انور ایدہ اللہ محمود ہال لندن میں سٹیج پر تشریف فرما تھے۔

حضور انور نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سال امریکہ جانے کا پروگرام تھا۔ اس لئے امریکہ کے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو اس کمی کا احساس ہوگا۔ یہ احساس مجھے بھی ہے کیونکہ خلیفہ وقت اور جماعت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اس لئے کیسے ہوسکتا تھا کہ مجھے احساس نہ ہوا ہو۔ اس سے جو مایوسی کی کیفیت ہوسکتی ہے اس کو کسی حد تک دور کرنے کیلئے میں اس طرح اس جلسہ میں شامل ہو رہا ہوں۔ ورنہ میں قادیان کے مرکزی جلسہ کے علاوہ ایسا نہیں کرتا۔

حضور انور نے فرمایا امریکہ سے بعض خطوط آئے کہ کس طرح آپ لوگوں نے میری آمد کے پیش نظر تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ لیکن یہ دوریاں مخاطب ہونے سے یا ملاقات کرنے سے دور نہیں ہوں گی۔ کیونکہ ہر جمعہ پر میں سب کو مخاطب ہوتا ہوں اور انفرادی طور پر لوگ آ کر مل بھی جاتے ہیں۔ اس دوری کو ختم کرنے کا ذریعہ اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے سے ہوگا۔ جذباتی کیفیت اور لمبی تقریریں نہیں بلکہ دین حق کی سچی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے سے ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا میں نے خطبہ جمعہ میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ نمازوں کا التزام کریں۔ آپ نے شرائط بیعت میں اس بات کا عہد کیا ہوا ہے۔ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نمازوں کا التزام کروں گا۔ جماعت احمدیہ کو خداتعالیٰ کی گم گشتہ معرفت کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کیلئے قائم کیا گیا ہے اور یہ حقیقی معرفت نماز سے حاصل ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حقیقی معرفت خود حاصل کریں اور پھر لوگوں کو اس طرف بلائیں۔ خداتعالیٰ کو یہ عمل بہت پسند ہے کہ دوسروں کو خدا کی طرف بلایا جائے۔ آپ کا یہ فرض ہے کہ اس ملک میں جس مذہب کو متشدد سمجھا جاتا ہے۔ اپنے عمل سے۔ نیکیوں سے محبت سے اس تاثر کو ختم کرنا ہے۔ اس کیلئے سوچیں تو رستے بھی نکل آئیں گے۔ ایک ٹیکسی والے کا واقعہ سنایا کہ اس کی دعا سے ایک عیسائی کی شادی کی تقریب کے دوران بارش رک گئی۔ اگر اس سے ایڈریس لیا ہوتا اور بتایا ہوتا کہ خدا اپنے پیاروں کی غیرت رکھتا ہے تو ایک رستہ کھل جاتا۔ نمونہ قائم کریں۔ صحیح منصوبہ بندی کریں نیکیاں کرتے ہوئے دعائیں کرتے ہوئے آپس میں تقسیم کار کریں اور دعوت الی اللہ کریں خدا ضرور اس میں برکت ڈالے گا۔

حضور انور نے فرمایا عہدیداران اور مربیان بھی اپنی ذاتی اناؤں کو ختم کریں۔ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے آپ پر اعتماد کیا گیا ہے اس کو نبھائیں۔ کسی احمدی میں فرق نہ کریں۔ سب کے حقوق ادا کریں اگر آج خیال نہ رکھا تو کل یہ خلیج بڑھ سکتی ہے اور اس غیر صالح عمل کی وجہ سے دعوت الی اللہ میں کامیابی نہ ہوگی۔

حضور انور نے خواتین کو بھی مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ دلوں سے کینوں، اور نفرتوں کو ختم کریں اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو ذہن میں رکھیں۔ تکبر سے بچیں۔ بے مقصد چغلیوں کی محفلیں سجانے کی بجائے اللہ کے ذکر سے معطر مجالس سجائیں۔ جیسا دیس ویسا بھیس پر عمل نہ کریں۔ اگر آپ خدا سے دور ہیں تو کاٹے جانے کے قابل ہیں۔ اس لئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

حضور انور نے فرمایا 5 واقفین نو امریکہ سے جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تعلیم حاصل کرنے جارہے ہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے اب واقفین جو 13 سال سے اوپر ہیں وہ بھی اس طرف توجہ کریں۔ آپ نے زمانہ کی نام نہاد آزادیوں سے بچنا ہے۔ مفید وجود بننا ہے۔ آئندہ زیادہ بچوں کی ضرورت ہے۔ باہر سے ہوسکتا ہے مربیان نہ آسکیں۔ اس لئے اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے واقفین نو آگے آئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ امریکہ میں دین کی خاطر جوش ہے۔ آگے بڑھنے کی خواہش اور صلاحیت ہے۔ 1998ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مالی قربانی کی تحریک پر احمدیوں نے غیر معمولی توجہ دی اور اخلاص ووفا کا اظہار کیا۔ اسی طرح طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کیلئے بھی اخلاص ووفا کے اعلیٰ نمونے دکھاتے ہوئے غیر معمولی قربانی امریکہ کے احمدیوں نے کی ہے۔ جوش اور جذبہ سے زیادہ بہتری پیدا کریں۔ اور دعوت الی اللہ کریں اور اس خطہ کے جس قدر افراد کو خدا کے عذاب اور پکڑ سے بچاسکتے ہیں، بچائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں جلسہ سالانہ کے کیلئے کام کرنے والے تمام کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کرتا ہوں بڑی محنت سے تیاری کی خداتعالیٰ سب کو جزا دے۔ خدا کرے کہ آپ اخلاص ووفا میں بڑھیں۔ خلافت سے تعلق مضبوط ہو۔ نیک خواہشات پوری ہوں۔ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ آپ سب کو خدا اپنی حفظ وامان میں رکھے اور خدا وہ دن لائے کہ ہم آمنے سامنے بیٹھ کر باتیں کریں۔ آمین۔ اس کے بعد حضور انور نے اختتامی دعا کروائی۔

## اعلان نیلامی

دفتر نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان موجود ہے جو بذریعہ نیلامی مورخہ 11 ستمبر 2006ء کو بوقت 8:30 بجے صبح فروخت کیا جائے گا۔ دلچسپی رکھنے والے احباب استفادہ فرمائیں۔

**سامان:** A-C، ٹیلی فون سیٹ، سیلنگ فین، گیزر میز، کرسیاں، کارپٹ، الیکٹرک واٹر کولر، ٹی وی، واٹر کولر اور اس کے علاوہ سکریپ لوہے کی وغیرہ

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

## IAAAE کی سالانہ میٹنگ

IAAAE لاہور چیپٹر کی سالانہ جنرل باڈی میٹنگ اور الیکشن برائے 2006-09 مورخہ 9 ستمبر 2006ء کو شام 6:00 بجے میراج ہوٹل 21۔ لیک روڈ، پرانی انارکلی لاہور میں منعقد ہوگا۔ تمام ممبران لاہور چیپٹر سے گزارش ہے کہ اس اجلاس میں ضرور شریک ہوں۔ تمام انجینئرز اور آرکیٹکٹ صاحبان لاہور چیپٹر جنہوں نے رجسٹریشن نہیں کروائی وہ فوری مندرجہ ذیل افراد سے رابطہ کریں۔

مکرم وسیم احمد خلیل صاحب صدر لاہور IAAAE
0300-4399113
power@brain.net.pk

مکرم عابد قریشی صاحب: 0300-9483984
abidq99@hotmail.com

مکرم ظفر قاضی صاحب جنرل سیکرٹری لاہور
0333-4184061

(جنرل سیکرٹری: IAAAE)

## داخلہ گورنمنٹ جامعہ نصرت (برائے خواتین)

گورنمنٹ جامعہ نصرت برائے خواتین چناب نگر میں سال سوم کا داخلہ شروع ہے۔ فارم کالج ہذا سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ انٹرویو کی تاریخ 7-8 ستمبر ہے۔ فیس کی ادائیگی 11-12 ستمبر کو ہوگی۔ بیرون بورڈ سے آنے والی طالبات کیلئے اصلی N.O.C کا فارم کے ساتھ منسلک کرنا لازمی ہے۔

(پرنسپل گورنمنٹ جامعہ نصرت چناب نگر)

مشعل راہ

# انسانی پیدائش کی غرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 1925ء کے جلسہ سالانہ پر منہاج الطالبین کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا

اس مضمون کے جن حصوں کا تعلق عرفان الٰہی اور مسئلہ نجات سے ہے ان میں سے بعض کو تو چھوڑ دوں گا اور جن کا تسلسل مضمون کے لئے ذکر کرنا ضروری ہوگا ان کو مختصراً بیان کروں گا۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ پہلے اس مضمون کے علمی پہلو بیان ہوئے، اب میں عملی پہلو بیان کروں گا۔

اس ضروری اور اہم مسئلہ پر غور کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش کی غرض کیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ نے خود بیان کر دی ہے۔ فرماتا ہے۔ .......... کہ ہم نے انسان کو ایک ہی کام کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ یہ کہ عبد بن جائے۔ عبودیت کے معنے عربی میں تذلل کے ہیں۔ اور تذلل کا یہ مفہوم ہے کہ جو دوسرے کا نقش قبول کرے۔ تو عبد کے معنے ہیں حکومت تسلیم کر لینا، نقش تسلیم کر لینا، اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے سوائے اس غرض کے انسان کو اور کسی غرض کے لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ میرے نقش کو قبول کرے۔ جب انسان کی زندگی کا یہ مقصد ہے تو ہم اس وقت تک اسے پورا نہیں کر سکتے جب تک خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر جذب نہ کر لیں۔

خدا تعالیٰ نے انبیاء کو بھی اسی غرض کے لئے بھیجا۔ ..........

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرماتے ہیں۔ اے ہمارے رب ان میں ایسا رسول بھیجیئو جو ان میں تیری آیات پڑھے انہیں شریعت سکھائے، حکمت بتائے اور پاک کرے، تو غالب اور حکمت والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی یہ غرض ہوتی ہے کہ ایمان مضبوط کرے، علم مضبوط کرے، شریعت سکھائے اور حکمت سکھائے یعنی علم کے بعد عمل سکھائے اور اس طرح پاک کر کے خدا تعالیٰ کی مقدس مجلس میں بیٹھنے کے قابل بنا دے۔

ہماری جماعت کے لئے یہ سوال کوئی معمولی سوال نہیں بلکہ ان کی زندگی اور موت کا سوال ہے کیونکہ اس وقت خدا کا ایک .......... آیا ہے جسے ہم نے قبول کیا ہے اور جس نے خدا کی آیات پڑھ کر ہمیں سنائی ہیں۔ اگر اس کو مان کر بھی ہم گندے رہے تو اس کو ماننے کا کیا فائدہ ہوا۔ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بہت مخلص احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود ایک دفعہ بیان فرما رہے تھے کہ مومن کے یہ یہ درجات ہونے چاہئیں۔ تقریر ختم ہونے کے بعد مولوی صاحب چیخیں مار کر رو پڑے اور حضرت مسیح موعود سے کہنے لگے پہلے ہم وہابی ہوئے اور ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کی اشاعت کرنے کی وجہ سے ماریں کھائیں پھر آپ آئے اور ہم نے آپ کو مانا اس وجہ سے مخالفین سے ماریں کھائیں پتھر کھائے نقصان اٹھائے (مولوی صاحب موصوف یہ باتیں پنجابی میں کہہ رہے تھے جو میں نے اردو میں بیان کی ہیں۔ لیکن اگلا فقرہ میں اردو میں بیان نہیں کر سکتا اس لئے پنجابی میں ہی دہراتا ہوں۔ کہنے لگے۔ مگر باوجود اس قدر تکالیف اٹھانے کے میں دیکھتا ہوں کہ میں ''فیروی چڈّ وداچڈّ وہی رہیا''۔ یعنی کسی کام کا نہ بنا۔ پس اگر ایک .......... کو مان کر بھی وہی بات ہو کہ ہم نکمے کے نکمے ہی رہیں تو ہمیں کیا فائدہ ہوا۔ ہمارے اندر تو ایسی تبدیلی اور ایسا تغیر ہونا چاہئے کہ ہمیں محسوس ہو کہ ہم نے زندہ انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے بلکہ یہ محسوس ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے ورنہ اگر ہم اس میں کامیاب نہ ہوئے تو گویا ہم نے کچھ نہ کیا۔

(منہاج الطالبین۔ انوار العلوم جلد 9 ص 173)

# اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

## سانحہ ارتحال

مکرم محمد منور خان صاحب ناظم اصلاح وارشاد علاقہ لاہور تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد مکرم محمد ابراہیم خان صاحب چیئرمین ملٹی کلر انٹرنیشنل 29۔ اگست کو چند دن جگر کے کینسر میں مبتلا رہنے کے بعد 86 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ خان بہادر حضرت غلام محمد خان گلگتی (یکے از رفقاء 313) کے سب سے چھوٹے بیٹے اور محترم صوفی محمد عبداللہ صاحب آف دارالرحمت شرقی ربوہ کے داماد تھے آپ 1957ء سے حلقہ رحمان پورہ لاہور میں مقیم تھے اور اپنے حلقہ کی ہردلعزیز اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ نہایت حلیم الطبع اور منکسر المزاج بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ ثریا خانم صاحبہ کے علاوہ 6 بیٹے، مکرم محمد الیاس خان صاحب ٹاؤن شپ لاہور، مکرم محمد عباس خان صاحب گارڈن ٹاؤن لاہور، مکرم محمد احمد خان صاحب نیویارک امریکہ، مکرم محمد مظفر خان صاحب اور مکرم محمود خان صاحب رحمان پورہ لاہور پسماندگان میں چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے ان کی نماز جنازہ پہلے لاہور بعدازاں ربوہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد نے بیت مبارک میں بعد نماز عشاء پڑھائی مرحوم کی بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی اور محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے ہی دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

## قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ گجرات شہر وضلع کا یہ اجلاس عام گجرات کے انتہائی مخلص احمدی مکرم منور احمد صاحب کی 21۔ اگست 2006ء کی شہادت پر دلی دکھ اور صدمے کا اظہار کرتا ہے۔ مکرم منور احمد صاحب کا شمار جماعت احمدیہ گجرات کے محنتی اور فرض شناس ممبران میں ہوتا تھا۔ خلافت حقہ سے وابستگی اور نظام سلسلہ کی اطاعت ان کی سرشت میں شامل تھا۔ انہیں بحیثیت سیکرٹری تحریک جدید محاسب اور قائد خدام الاحمدیہ، جماعت احمدیہ گجرات اور خدام الاحمدیہ کی خدمت کی سعادت ملی۔ ہر موقع پر انہوں نے تفویض کردہ ذمہ داری کو بشاشت قلب سے بطریق احسان سرانجام دیا۔ ان کی جدائی پر ہم سب کے دل صدمے سے چُور ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا پر سر تسلیم خم کرتے ہیں جس نے مکرم منور احمد صاحب کو شہادت کے درجے پر فائز فرمایا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

جماعت احمدیہ گجرات مکرم منور احمد صاحب کے والدین ان کی بیوہ، معصوم بچوں اور دیگر قریبی لواحقین کے غم میں برابر کی شریک ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہے کہ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ خود ان کا حامی وناصر ہو اور منور احمد صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

## درخواست دعا

مکرم جاوید احمد جاوید صاحب مربی سلسلہ اصلاح وارشاد مقامی تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بھائی مکرم رانا پرویز احمد صاحب ایڈووکیٹ لندن میں ہیپا ٹائٹس سی کی وجہ سے بیمار ہیں اور زیر علاج ہیں شوگر بھی ہے سارے جسم میں دردیں ہیں۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم شافی مطلق اپنے فضل سے انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

## جماعت دہم کا نتیجہ

گورنمنٹ ٹی آئی ہائی سکول کا جماعت دہم برائے سال 2006ء کا رزلٹ حسب سابق نہایت شاندار رہا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ 115 طلباء شریک ہوئے جن میں سے 112 پاس ہوئے۔ اس طرح نتیجہ 98% رہا۔

(ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ٹی آئی ہائی سکول چناب نگر)

## درخواست دعا

مکرم اعجاز احمد کھوکھر صاحب لاہور تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار 1997ء سے مختلف بیماریوں میں مبتلا چلا آ رہا ہے۔ میری بائیں آنکھ کالے موتیہ سے ضائع ہو چکی ہے اور دائیں آنکھ بھی کالے موتیہ سے خاصی متاثر ہے اب اس میں سفید موتیہ بھی اترا ہوا ہے۔ کئی برسوں سے گرمیوں میں گرمی ناقابل برداشت ہو جاتی ہے نیز ایک عرصہ سے مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ یہ بھی میری صحت پر برا اثر ڈال رہی ہیں۔ جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تمام بیماریوں سے صحت یاب کرے اور پریشانیوں سے نجات دلائے۔ آمین

## درخواست دعا

مکرم علیم الدین قمر صاحب دارالعلوم شرقی حلقہ ہادی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے پوتے عزیزی صباح الدین احمد کے تالو کا آپریشن 12 ستمبر 2006ء کو متوقع ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزی کو صحت کامل وعاجل عطا فرمائے اور آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

مرزا خلیل احمد قمر صاحب

# دفاع پاکستان میں
# فرزندان احمدیت کے انمٹ اور تاریخی کارنامے

قیام پاکستان کا مرحلہ ہو یا دفاع پاکستان کا محاذ۔ فرزندان احمدیت نے ہر موڑ پر اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا ہے جو حب الوطنی نے ان پر عائد کیں۔

جس طرح فرزندان احمدیت نے قیام پاکستان کے دوران ہر ہر قدم پر ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح دفاع پاکستان کے ہر محاذ پر وہ ساری پاکستانی قوم کے شانہ بشانہ لڑے۔ آخر یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ جس ملک کی تعمیر میں انہوں نے اپنا خون دیا ہو اس کے دفاع کے موقع پر پیچھے ہٹ جاتے۔ اپنے گھر کے دفاع میں کون پیچھے رہ سکتا ہے۔ چنانچہ دفاع پاکستان کی تاریخ جب بھی دہرائی جائے گی، لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک (ہلال جرأت)، لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک (ہلال جرأت) میجر جنرل افتخار جنجوعہ (ہلال جرأت) اسکواڈرن لیڈر منیر الدین (ستارہ جرأت)، فلائنگ آفیسر محمد شمس الحق (ستارۂ جرأت) اور میجر قاضی بشیر احمد جیسے فرزند احمدیت کا تذکرہ ضرور ہوگا۔

## لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک
## ہلال جرأت

دہلی کی سر زمین نے پکارا ہے ساتھیو!
اختر ملک کا ہاتھ بٹاتے ہوئے چلو

یہ اس نظم کا شعر ہے جو ہفت روزہ چٹان لاہور کے مدیر نے 13 ستمبر 1965ء کے چٹان میں، اہل پاکستان کو مخاطب کرتے ہوئے کہی۔

اختر حسین ملک، یکم اگست 1917ء کو ضلع اٹک کے ایک گاؤں ''پنڈوری'' میں پیدا ہوئے۔ اس زمانے میں ضلع اٹک کو کیمبل پور کہا جاتا تھا۔ گورنمنٹ کالج کیمبل پور اور پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کے بعد 1941ء میں انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تربیت کا آغاز کیا جس کی تکمیل پر مسلح افواج میں کمیشن حاصل کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران اختر حسین ملک نے برما کے محاذ پر جنگی خدمات انجام دیں۔ اس کے صلے میں انہیں ''برما اسٹار'' کا اعزاز دیا گیا۔ قیام پاکستان سے قبل ان کا تقرر جی ایچ کیو انڈیا میں تھا۔ پاکستان میں انہیں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے پر ترقی دے دی گئی اور ایک انفنٹری بٹالین کے کمانڈر بنائے گئے۔ 1956ء میں بریگیڈیئر کے عہدے پر ترقی ملی اور اسٹاف کالج کوئٹہ کے ڈپٹی کمانڈنٹ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ ازاں بعد آپ نے کمانڈنٹ انفنٹری سکول کے طور پر خدمات انجام دیں۔ 1959ء میں انفنٹری بریگیڈ کی کمان سنبھالی جس کے بعد جنرل ہیڈ کوارٹرز میں ڈائریکٹر انفنٹری مقرر ہوئے۔ ترقی کی منازل اسی طرح طے کرتے ہوئے میجر جنرل اور لیفٹیننٹ جنرل کے مقام پر پہنچے۔

## شیر دل جرنیل

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی تمام زندگی ایک شیر کی سی زندگی تھی۔ لیکن آپ کا اس سے بڑا کارنامہ چھمب اور جوڑیاں (کشمیر) کی فتح تھا۔ وہ پہلے جنرل تھے جن کو 1965ء کی جنگ میں جرأت و استقلال کا عظیم کارنامہ انجام دینے پر ہلال جرأت دیا گیا۔ 1965ء میں آپ کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ بھمبر کے علاقے میں کشمیر کی سرحد پر بھارت کی جارحانہ کارروائیوں کو سبوتاژ کریں۔ چھمب کے اس محاذ پر بھارت نے اپنی مضبوط فوجی چوکیاں اور مورچے قائم کر رکھے تھے۔ دشمن کی فوج بھی تعداد اور ہتھیاروں کے لحاظ سے کئی گنا طاقتور تھی۔ خیال تھا کہ فوج کے جس حصے کی کمان جنرل اختر حسین ملک کے ہاتھ میں تھی وہ اس تعداد میں بے حد کم اور کمزور تھا۔ اس کے باوجود اختر حسین ملک نے آگے بڑھ کر اس جرأت سے حملہ کیا کہ دشمن کے تمام مورچے تباہ ہو کر رہ گئے۔ اس کامیابی کا مرکزی کریڈٹ جنرل اختر کو ملا کیونکہ وہ گھمسان کی لڑائی کے دوران اگلی صفوں میں جا کر مجاہدوں کا حوصلہ بڑھاتے رہے اور پلان اس حکمت عملی سے ترتیب اور انجام دیا کہ دشمن کو عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ چنانچہ آپ کی اسی جرأت و شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مشہور دانش ور شاعر ادیب احمد ندیم قاسمی نے لکھا:

''لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک، قوم کے ایک ایسے ہیرو تھے جن کا نام پاکستانی بچوں کو بھی یاد ہے۔ جب ان کی سرکردگی اور نگرانی میں پاکستانی افواج چھمب اور جوڑیاں کے آہنی مورچوں کو مسمار کرتی ہوئی جموں کی طرف بڑھ رہی تھیں تو جنرل حسین ملک پاکستانیوں کی بہادری، استقامت اور اولوالعزمی کی ایک مجسم تصویر بن کر ابھرے اور اہل پاکستان کے ذہنوں پر چھا گئے۔''

(روزنامہ جنگ کراچی 9 ستمبر 1969ء صفحہ 4)

اخبار خواتین کراچی نے جنرل اختر حسین ملک کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا۔

یہ اگست کا مہینہ اور 1965ء کا سال ہے ٹیٹوال سیکٹر میں ہندوستانی فوج کی سنگین خلاف ورزیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ دشمن کی فوجیں درہ حاجی کی طرف پیش قدمی کر رہی ہیں۔ پاکستانی فوجوں نے اپنی مدافعت کے لئے جوابی کارروائی کا ارادہ کیا ہے کہ اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، یہی وقت تھا، جب پاکستانی فوج کی کمان، میجر جنرل اختر حسین ملک کے سپرد ہوئی۔ چھمب کے اس معرکہ میں ہندوستانی بریگیڈ کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اس کا خاصا جانی اور مالی نقصان ہوا۔ جوڑیاں اور چھمب کی یہ شکست ہندوستان پر قیامت بن کر ٹوٹی۔ یہاں ہندوستانی فوج، مسلسل کمک کے باوجود جنگی برتری حاصل نہ کر سکی اور بالآخر اسے پسپا ہونا پڑا۔

(اخبار خواتین 12 ستمبر 1969ء ص 24)

یہ امر باعث حیرت ہے کہ چھمب اور جوڑیاں کے معرکے سر کرنے والے اس شیر دل جرنیل کو دوران جنگ ہی محاذ سے بلا کر جنرل ہیڈ کوارٹر میں بطور ڈائریکٹر جنرل ملٹری ٹریننگ کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ بعد ازاں اسٹاف کالج کوئٹہ کا کمانڈنٹ اور بالآخر سنٹو (میثاق وسطیٰ) میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے انقرہ بھیج دیا گیا۔ ترکی میں قیام کے دوران ہی 22 اگست 1969ء کو آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ کار کے حادثے میں جاں بحق ہوگئے۔ آپ دونوں کی میتیں بعد ازاں پاکستان لا کر ربوہ میں سپرد خاک کی گئیں۔

## تاثرات

22 اگست 1969ء کو جنرل اختر ملک اور آپ کی اہلیہ محترمہ کے رحلت کر جانے کی خبر تمام پاکستانیوں کے لئے گہرے صدمے کا پیام لائی۔ آپ کی میت 26 اگست 1969ء کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ چکلالہ ایئر پورٹ (راولپنڈی) پر اتاری گئی۔ ہوائی اڈے پر میت لینے کے لئے موجود افراد میں، اس وقت کے چیف آف آرمی سٹاف، پاک بحریہ کے کمانڈر انچیف، پاک فضائیہ کے کمانڈر انچیف اور دیگر اعلیٰ فوجی و سول حکام شامل تھے۔ صدر پاکستان کی نمائندگی ان کے ملٹری سیکرٹری نے کی۔ میت کے ہمراہ سنٹو کے اس وقت کے ملٹری ڈپٹیز (MILITARY DEPUTIES) کے چیئر مین اور چیف آف ٹرکش جنرل سٹاف کے نمائندے لیفٹیننٹ جنرل الپکایا بھی آئے۔

جنرل الپکایا نے اس موقع پر ایک تعزیتی تقریر میں کہا:

''مرحوم اعلیٰ پایہ کے جنرل تھے اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ دوسرے برادر ممالک میں ان کا نام بڑی عزت سے لیا جاتا تھا۔''

(روزنامہ جنگ کراچی 26 اگست 1969ء)

اس موقع پر چیف آف آرمی سٹاف لیفٹیننٹ جنرل عبدالحمید خاں نے کہا:۔

''لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک ایک عظیم سپاہی، ایک عمدہ کمانڈر، بہترین منصف اور شریف النفس انسان تھے۔'' (روزنامہ نوائے وقت 26 اگست 1969ء)

ان کے علاوہ تمام اعلیٰ سول و فوجی حکام نے اپنے بیانات میں انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ اخبارات میں آپ کی شخصیت پر کئی ایک مضامین اور کالم شائع کئے گئے اور تمام قوم نے اپنے گہرے دکھ کا اظہار کیا۔ آپ کی ضعیف والدہ نے جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا وہ بطور خاص قابل ذکر ہے۔ چنانچہ روزنامہ مشرق کراچی نے 26 اگست 1969ء کی اشاعت میں لکھا:

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی ضعیف والدہ نے بہادر بیٹے کی موت کو خدا کی مرضی قرار دے کر اس کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ مرحوم جنرل کی 70 سالہ والدہ عین اس وقت ہوائی اڈے پر پہنچیں جبکہ ان کے لخت جگر کی میت کو لے کر ہیلی کوپٹر پرواز کرنے والا تھا اور اس کے پنکھوں میں حرکت پیدا ہو چکی تھی لیکن ان کی آمد پر افسروں نے باہمی صلاح مشورہ سے ہیلی کوپٹر کو روک دیا اور انہیں سہارا دے کر ہیلی کوپٹر کے اندر لے گئے۔ جہاں مرحوم جنرل کی میت لکڑی کے ایک بکس میں بند تھی جب مرحوم جنرل کی 70 سالہ والدہ ہیلی کوپٹر سے نیچے اتریں تو بہت سے لوگوں نے انہیں دلاسہ دینے کی کوشش کی جس پر ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور انہوں نے ہیلی کوپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

''جا اللہ حوالے کیتا
ایہہ اللہ دی رضا سی''

(جا میں نے تجھے اللہ کے حوالے کیا۔ یہی اللہ کی مرضی تھی۔)

## لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک
## ہلال جرأت

ستمبر 1965ء کی جنگ کا دوسرا بڑا محاذ سیالکوٹ تھا۔ اس محاذ پر ہندوستانی ٹینکوں نے اپنے پورے زور کے ساتھ یلغار کی۔ اس یلغار کو ایک معمولی سی تعداد کے ساتھ پاکستان کی مسلح افواج نے یوں روکا کہ دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔ چونڈہ کے میدان میں بریگیڈیئر عبدالعلی ملک نے دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی دوسری بڑی جنگ میں، پاکستانی فوج کی قیادت کی۔ ڈویژنل کمانڈر کا خیال تھا کہ حملہ بہت بڑا ہے۔ فوج کی قلیل تعداد اس کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ لیکن بہادر جرأت مند بریگیڈیئر نے اپنے عزم کا یوں اظہار کیا:۔

اگر میں نے ایسا کیا تو سیالکوٹ کے انتہائی اہم ترین ضلع پر دشمن کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے کہ میں دشمن کی اس یلغار سے چونڈہ میں نمٹنے کی کوشش کروں۔

اجازت ملنے کے بعد، وطن کے اس مایہ ناز سپوت کی قیادت میں، پاکستانی مجاہدوں نے دشمن پر جرأت اور بہادری کے ساتھ پے در پے حملے کئے۔ ان حملوں کی تاب نہ لا کر دشمن افواج اور فخر ہند ٹینک رجمنٹ میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ اس رجمنٹ کے ٹینک جن کا نام ہی ''کالا ہاتھی BLACK ELEPHANT'' رکھا گیا تھا۔ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے اور میدان افواج پاکستان کے ہاتھ رہا۔

بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کے اس کارنامے کو نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ دنیا بھر میں خراج تحسین پیش کیا گیا اور چونڈہ کے معرکے کو، دوسری جنگ عظیم کے بعد، ''ٹینکوں کی دوسری بڑی جنگ'' قرار دیا گیا۔ عالمی پریس نے بطور خاص اس معرکے کا بار بار ذکر کیا۔ بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کو ان کی جرأت، شجاعت اور جذبۂ حریت کے اعتراف میں افواج پاکستان کا دوسرا اعلیٰ ترین اعزاز ''ہلال جرأت'' دیا گیا

روزنامہ امروز لاہور نے آپ کے بے مثال کارنامے کو یوں سراہا:-

میجر جنرل عبدالعلی ملک ان (لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک) کے چھوٹے بھائی ہیں۔ انہوں نے چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی عظیم جنگ میں پاکستانی فوج کی کمان کی اور ایسے کارنامے انجام دیئے کہ تاریخ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ اس وقت موصوف بریگیڈیئر تھے۔ انہیں بھی بڑے بھائی کی طرح ہلال جرأت ملا۔ (امروز 23/اگست 1968ء)

جناب نسیم کاشمیری مولف ''حق کے پرستار'' رقم طراز ہیں:-

بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کو 7 اور 8 ستمبر کی رات کو دشمن کے خلاف جوابی حملہ کرنے کا حکم ملا۔ وہ اپنی مختصر فوج کے ساتھ دشمن پر اس طرح جھپٹے کہ دشمن کی پیش قدمی کو روک کر شدید نقصان پہنچایا۔ اس کے ٹینکوں اور پیدل فوج کو تہس نہس کر دیا۔ دشمن تازہ کمک کے ساتھ تین دن تک آگے بڑھنے کے لئے زور لگاتا رہا۔ لیکن ہر بار اسے اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی۔ بریگیڈیئر عبدالعلی ملک نے اس معرکے میں جس دلیری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے اس پر انہیں ہلال جرأت کا اعزاز ملا۔ (صفحہ 340)

دسمبر 1972ء کو جب پاکستان پر دوبارہ حملہ ہو اتو اس وقت آپ کو شکر گڑھ کے محاذ پر وطن کی حفاظت کے لئے لڑنے کا موقع ملا۔ چنانچہ آپ نے وہاں ڈویژنل کمانڈنگ آفیسر کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیں۔

## میجر جنرل افتخار جنجوعہ

### ہلال جرأت

''پاک فوج دنیا کی بہترین فوجوں میں سے ایک ہے۔ اس کے جوان اور ینگ افسر نڈر اور جذبۂ شہادت سے سرشار ہیں کہ ساری قوم ان پر فخر کر سکتی ہے۔ پاک فوج میں اب بھی میجر بھٹی شہید، میجر شریف، کیپٹن خادم اور جنرل جنجوعہ شہید جیسے بہادر اور جری افسروں کی کمی نہیں۔ 65ء کی جنگ میں انہی فوجیوں نے بھارتی فوج کو حواس باختہ کر دیا تھا''۔

یہ اقتباس میجر معین باری کے اس مضمون کا ہے جو روزنامہ ''جنگ'' کراچی کی اشاعت 19 نومبر 1986ء میں شائع ہوا۔

جنرل افتخار جنجوعہ پاکستانی افواج کے ان افسروں اور جانبازوں میں سے تھے جن کا نام امر ہو چکا ہے۔ آپ نے 1965ء کی جنگ میں رن کچھ محاذ پر وطن کا بے جگری کے ساتھ دفاع کرتے ہوئے جارح دشمن کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ پورے محاذ کی کمان میجر جنرل ٹکا خان کر رہے تھے لیکن فی الحقیقت جس بریگیڈ نے اس محاذ پر سب سے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اس کی کمان بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ کے ہاتھ میں تھی۔

بریگیڈیئر افتخار جنجوعہ نے اس بے جگری اور جرأت کا مظاہرہ کیا کہ اپنی طاقت پر نازاں دشمن کو پیچھے ہٹتے ہی بنی۔ افتخار جنجوعہ نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اگلی صفوں میں جنگ لڑی جس کے نتیجے میں وہ زخمی بھی ہو گئے۔ صدر پاکستان نے اس شجاعت و جرأت کے اعتراف میں انہیں ہلال جرأت کا اعزاز دیا۔

1965ء کے بعد 1971ء میں بھی جنرل افتخار جنجوعہ نے اپنی بے مثال جرأت و بہادری کا مظاہر کیا اور وطن پر جان قربان کر دی۔ چنانچہ میجر جنرل فضل مقیم خان نے اپنی کتاب ''پاکستان کا المیہ 1971ء'' میں آپ کو یوں خراج تحسین پیش کیا:-

دسمبر 1971ء چھمب کے سیکٹر میں میجر جنرل افتخار خاں کی کمان میں 23 ڈویژن کو جو مشن سونپا گیا تھا اس کے مطابق اسے دریائے توی تک کا علاقہ دشمن سے صاف کرنا تھا ...... 23، اے کی بٹالین اپنے جواں ہمت اور پر عزم کمانڈنگ آفیسر کی کمان میں دریا عبور کرنے میں کامیاب ہو گئی......... جس کا دفاع دشمن نے انتہائی مضبوطی سے کیا ہوا تھا۔ اس پر ہندوستان نے ہماری فوج پر زبردست گولہ باری شروع کر دی۔ گھمسان کی جنگ میں دونوں فوجوں کا زبردست جانی نقصان ہوا......... بھارتی فوج اس زبردست حملے کی تاب نہ لا کر بہ عجلت تمام پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئی اور پسپا ہو کر افراتفری کے عالم میں راہِ افرار اختیار کرتے ہوئے اپنے پیچھے جنگی ساز و سامان، اسلحہ کے ڈھیر، تقریباً ایک سکواڈرن کے برابر صحیح سالم ٹینک اور بہت سی گاڑیاں بھی چھوڑ گئی۔ منورا اور چھمب پر پاکستان کا پرچم لہرا دیا گیا۔

اس وقت تک یہ ڈویژن مسلسل جنگ کرتے کرتے بہت تھک چکا تھا۔ پھر بھی اس میں ایک ایسا شخص تھا جو اب تک تازہ دم نظر آ رہا تھا اور وہ اس کا جنرل تھا۔ بلاشبہ ایسے پر جوش اور باہمت جنرل کے لئے موجودہ قسم کی جنگی ذمہ داری (دفاعی پوزیشن میں رہنے والی) اس کی شخصیت کے مطابق نہ تھی۔ کیونکہ ایسے نڈر اور جوشیلے افسر کے لئے نچلا بیٹھنا ایک مشکل کام تھا۔ 10 دسمبر کو جو ہیلی کوپٹر جنرل کو اگلے مورچوں کی طرف لے جا رہا تھا اسے ایک ناخوشگوار حادثہ پیش آیا اور پاکستان کے یہ بہت ہی اچھے جنرل ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ گئے۔

(پاکستان کا المیہ 1971ء ص 282 تا 308)

جنرل افتخار کو آخری لمحات میں جب ہسپتال لے جایا جا رہا تھا تو آپ نے جو آخری الفاظ کہے وہ یہ تھے۔

''میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ مجھے شہادت کا رتبہ مل گیا۔''

آپ کی انہی خدمات کے اعتراف میں چھمب کا نیا نام ''افتخار آباد'' رکھ دیا گیا۔

## سکواڈرن لیڈر منیر الدین احمد

### ستارۂ جرأت

گیارہ دسمبر 1965ء کی دوپہر کا وقت تھا۔ آپریشن روم میں لڑاکا بمبار ونگ کے کمانڈر محمد انور شیم آج ایک انتہائی اہم مگر خطرناک مشن کے بارے میں ہوابازوں کو اہم ہدایات جاری کرنے والے تھے۔ ہدف امرتسر میں نصب شدہ ریڈار اسٹیشن تھا جس پر سخت پہرہ تھا۔ انور شمیم نے اپنے علاوہ اس مشن کے لئے تین ہوابازوں کو منتخب کیا۔

جب انہوں نے ہدایات دینے کے لئے بلایا تو ان میں سے صرف دو آئے۔ کمانڈر انور شمیم نے خوش مزاج، تنومند ونگ آپریشن آفیسر سکواڈرن لیڈر منیر الدین کے بارے میں دریافت کیا۔

''جی وہ تو میں ہوں۔'' دونوں میں سے ایک نے پکار کر کہا۔

تقریباً نصف گھنٹہ بعد تباہ کن سامان سے لیس چار سیبر جیٹ طیارے بڑی شان سے اڑے۔ دس منٹ میں وہ دشمن کے علاقے میں تھے۔ سیبر طیارے نیچی اڑان کر کے امرتسر شہر کے قریب پہنچ رہے تھے کہ اچانک دشمن کی توپوں نے آگ اگلنا شروع کر دی۔ چھوٹی بڑی سب گنیں ان پر گولے برسا رہی تھیں۔ شیل چاروں طرف پھیل رہے تھے مگر چاروں ہواباز بے دھڑک بڑھتے جا رہے تھے۔ جس تیزی سے منیر دشمن کے ریڈار کو نشانہ بنا رہا تھا۔ اس کی وجہ سے دشمن کے تمام توپ خانہ کی توجہ منیر پر مرکوز ہو گئی۔ قریب سے گولوں کی باڑ گزری لیکن منیر کا طیارہ بلا خوف و خطر تمام تر یکسوئی کے ساتھ آگ اور فولاد کے جل میں سے گزر گیا۔ لیکن اپنے نشانے کے قریب آ رہا تھا کہ دشمن کا گولہ آن لگا۔ ''مجھے گولا لگا ہے۔'' منیر نے اپنے ونگ کمانڈر کو بتایا اس کے بعد ریڈیو ٹیلی فون خاموش ہو گیا اور ایک بہادر پائلٹ شہادت پا گیا۔

''ہمارے غازی ہمارے شہید'' کے مصنف آغا اشرف نے اپنی کتاب میں منیر الدین کے حالات اور کارنامے ''ناقابل تقلید ہواباز'' کے عنوان سے یوں بیان کئے۔

''گورداسپور کا 36 سالہ منیر بڑا ذہین اور نڈر ہواباز تھا۔ ساری ایئر فورس میں وہ بڑی مقبول اور ہر دلعزیز شخصیت تھا۔ بذلہ سنج، کڑا نشانہ باز اور تنومند منیر تھوڑا ہکلایا کرتا تھا اس کے جوہر فضا کے آسمان پر کھلتے اور یوں لگتا گویا وہ صرف ہوابازی اور فضائی جنگ کے سہارے زندہ ہے۔ اس کی ساری زندگی کا محور یہی ہے۔ ہوابازی کے بغیر اس کے لئے زندگی کا کوئی مفہوم نہ تھا۔ بعض اوقات اس کے دوست اسے یہ کہہ کر چھیڑتے کہ اسے ایئر ہیڈ کوارٹرز میں اسٹاف ڈیوٹی دی جاری ہے اس کے بعد وہ اپنے افسروں کی منت سماجت شروع کر دیتا تا کہ اس کا تبادلہ نہ ہو اور اسے ہوا بازی چھوڑنی نہ پڑے۔

4 ستمبر کو اس نے چھمب سیکٹر میں دشمن کے متعدد ٹینک اور گاڑیاں تباہ کرنے کے مشن میں حصہ لیا اس کے بعد اس نے تقریباً ہر روز جنگی کارروائی میں حصہ لیا۔ 11 ستمبر کو اس نے سب سے بڑی قربانی دی''۔

سکواڈرن لیڈر منیر الدین کو شہادت کے بعد انتہائی کٹھن مرحلہ پر عزم و حوصلہ کا مظاہرہ کرنے اور فرائض کو جانفشانی سے سرانجام دینے پر ستارۂ جرأت کا اعزاز دیا گیا۔

''پاک فضائیہ کی تاریخ'' میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔

''پی اے ایف کے لڑاکا ہوابازوں کے پیہم پر عزم حملوں کے نتیجے میں بالآخر امرتسر کے نواح میں انتہائی محفوظ اور مستعد بھارتی ریڈار اسٹیشن غیر مؤثر ہو کر رہ گیا۔ سکواڈرن لیڈر منیر الدین احمد بلا تامل اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ان کارروائیوں میں شریک ہوئے اور اپنے ہدف کی تلاش اور تباہی کی غرض سے پہروں دشمن کی شعلہ بار توپوں کے علاقے میں سرگرداں رہے۔ 11 ستمبر کے آخری کامیاب حملے کے دوران ان کا طیارہ ایک توپوں کے جھرمٹ کے تباہ کن فائر کی زد میں آ گیا اور وہ ناموس وطن پر نثار ہو گئے۔ اپنے آخری مشن سے قبل سکواڈرن لیڈر منیر الدین احمد فضائی جنگ کی آٹھ کارروائیوں میں شریک ہو چکے تھے۔ 10 ستمبر 1965ء کو اپنی ذاتی تحریک کے ایک مشن کے دوران ان کی فارمیشن نے دشمن کے لڑاکا طیاروں کے تعاقب میں بھارتی علاقے میں داخل ہو کر آئی اے ایف کو ایک جیٹ طیارے سے محروم کر دیا۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں اپنے فرض کے تقاضوں سے بالا و برتر جرأت و استقلال کے مظاہرے پر سکواڈرن لیڈر منیر الدین احمد کو بعد از شہادت ستارۂ جرأت عطا کیا جاتا ہے۔''

(پاک فضائیہ کی تاریخ 1947ء تا 1984ء صفحہ 382)

## فلائنگ آفیسر محمد شمس الحق

### ستارۂ جرأت

فلائنگ آفیسر شمس الحق 31/اکتوبر 1947ء کو پشاور میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم سینٹ پیٹرک ہائی سکول ماڑی پور کراچی میں حاصل کر کے پی اے ایف پبلک سکول سرگودھا میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں پی اے ایف۔ اکیڈمی رسالپور میں تربیت حاصل کی اور 11 جنوری 1969ء کو بطور جی ڈی (پی) فضائیہ میں کمیشن حاصل کیا اور پاکستانی فضائیہ کے مختلف مراکز میں خدمات انجام دیں سابق مشرقی پاکستان اور حال بنگلہ دیش ڈھاکہ کے ہوائی مرکز میں تعیناتی کے دوران دسمبر 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں فضائیہ میں اپنے سکواڈرن کے سب سے کم عمر اور کم تجربہ رکھنے والے ہواباز ہونے کے باوجود بے مثال مہارت اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔

پاک فضائیہ کی تاریخ 1947ء تا 1984ء میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

''اپنے سکواڈرن کے سب سے نوخیز اور کم تجربہ کار ہواباز ہونے کے باوجود فلائنگ آفیسر محمد شمس الحق نے دوران جنگ مثالی جرأت اور مہارت پرواز کا مظاہرہ کیا۔ 4 دسمبر 1971ء کو انہیں ڈھاکہ مستقر پر حملہ آور چار ایس یو۔ 7 طیاروں کے خلاف مزاحمتی کارروائی کے احکامات ملے۔ جونہی وہ فضا میں بلند ہوئے بھارتی طیاروں نے ان کی فارمیشن پر میزائلوں کی بوچھاڑ کر دی مگر وہ انتہائی تحمل کے ساتھ کم رفتاری سے حملہ آور طیاروں پر جا لپکے اور اپنے ونگ مین کو دوبارہ میزائل چھوڑنے کے لئے کہا۔ بعد میں ایک جھڑپ کے دوران انہوں نے ایک ایس یو 7 کو مار

گرایا۔ اسی اثنا میں چار ہنٹر بھی لڑائی میں شریک ہو گئے۔ فلائنگ آفیسر شمس الحق بلا تامل ہنٹر طیاروں پر پل پڑے اور ان میں سے دو کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد دشمن کے چار مگ طیاروں نے ان پر ہلّہ بول دیا تاہم اپنی مستعد منصوبہ بندی اور طیارے کے بہتر استعمال کے ذریعے انہوں نے دشمن کے اس حملے کو بھی ناکام بنا دیا۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں مثالی جرأت اور شاندار مہارت کے مظاہرے پر فلائنگ آفیسر محمد شمس الحق کو ستارۂ جرأت عطا کیا جاتا ہے۔''

(پاک فضائیہ کی تاریخ صفحہ 306)

## میجر قاضی بشیر احمد شہید

میجر قاضی بشیر احمد مردان کے رہنے والے تھے۔ آپ 1965ء میں جوڑیاں کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

تحریک پاکستان میں بھی قاضی بشیر احمد نے سرگرم حصہ لیا تھا اور مسلم لیگ اور نیشنل لیگ کے پرجوش رکن رہے۔ بی اے کرنے کے بعد آپ نے فوج میں کمیشن لے لیا وطن عزیز کی سالمیت و آزادی کا تحفظ ان کا واحد نصب العین بن گیا۔ جنگ سے پہلے قاضی بشیر احمد رخصت پر گھر آئے ہوئے تھے کہ آپ کو فوراً محاذ جنگ پر پہنچنے کا حکم ملا آپ نے محاذ جنگ پر روانہ ہوتے وقت گھر والوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا:-

''موت کا ایک دن معین ہے اور پھر میں تو جہاد پر جا رہا ہوں اگر مجھے موت آ گئی تو یہ شہادت کی موت ہوگی اور اس سے ارفع موت اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں سوال زندگی یا موت کا نہیں بلکہ شجاعت و پامردی کے ساتھ لڑنے اور فتح حاصل کرنے کا ہے خدا مجھے اور میرے ساتھیوں کو کامران و سرخرو رکھے تاکہ میں فخر کے ساتھ سربلند کر کے چل سکوں''۔

محاذ جنگ سے اپنے خط میں انہوں نے لکھا:-

''محاذ جنگ پر میری موجودگی میرے لئے فخر کا باعث ہے اور آپ کے لئے موجب مسرّت''۔

انہوں نے اپنا کہا پورا کر کے دکھایا۔ جوڑیاں کے محاذ پر جس جوانمردی شجاعت سے ہندوستانی فوج کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی وہ تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ قاضی بشیر احمد شہید نے جنگ کے دوران جو خطوط اپنے گھر والوں کو لکھے ان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں ایک سچے سپاہی کا دل دھڑک رہا تھا ان کے سامنے دو ہی مقاصد تھے۔ دشمن پر کامل فتح یا شہادت کی موت۔ ان کے خلوص کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں تمنائیں پوری کر دیں۔ انہوں نے اپنے جانباز ساتھیوں کی قیادت کرتے ہوئے ہندوستانی فوج کو ذلت آمیز شکست دی اور جوڑیاں سے آگے کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے شیل لگنے سے شہید ہو گئے۔

3 ستمبر 1965ء کو شہادت کے وقت ان کی عمر 30 سال تھی اور تین کمسن بچے ان کی یادگار ہیں۔

(باقی صفحہ 6 پر)

# آپریشن جبرالٹر اور جنرل اختر حسین ملک کے بارے میں

# جنگ ستمبر کے ایک ہیرو جنرل سرفراز خاں کا خراج تحسین

1965ء کی جنگ کے بارے میں کبھی کبھار اخبارات میں مضمون شائع ہوتے رہتے ہیں ان میں ''آپریشن جبرالٹر'' کو حرف تنقید بنایا جاتا ہے یعنی نام نہاد تجزیہ نگار اس کو ایک سازش لکھتے ہیں۔ اور بعض ان کو ایک ناکام کوشش قرار دیتے ہیں۔ جنرل سرفراز خاں ہلال جرأت ملٹری کراس جو ستمبر 1965ء کو لاہور کے محاذ کے کمانڈر تھے اس سلسلہ میں فوج کے اندرونی حالات اور آپریشن کی تیاری وغیرہ کے سارے امور سے آگاہ تھے۔ جنرل صاحب نے جنگی نامہ نگار جناب عنایت اللہ صاحب ایڈیٹر ماہنامہ حکایت سے گفتگو کرتے ہوئے ''آپریشن جبرالٹر'' کی تفصیلات اور جنرل اختر حسین ملک کی شاندار خدمات کو سراہتے ہوئے یہ بیان کیا۔

پھر ایک اور آواز اٹھی کہ جنگ ستمبر اور کشمیر کا کمانڈو آپریشن جسے ''آپریشن جبرالٹر'' کا نام دیا گیا تھا، بھٹو مرحوم اور جنرل اختر حسین ملک مرحوم کی ایک سازش کا نتیجہ تھا۔ ''حکایت'' کے شمارہ اکتوبر 1984ء میں ان بے بنیاد الزامات کا جواب تفصیل سے دیا جا چکا ہے۔ اس سے پہلے بھی اخباروں میں اس نوعیت کے مضامین شائع ہوئے تھے۔ اکتوبر 1984ء کے شمارے میں ہم نے جن صاحب کے مضمون کا جواب پیش کیا تھا، وہ فوجی اور جنگی امور سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ انہوں نے سنی سنائی پر ایک مضمون لکھ مارا تھا۔ اب گزشتہ ماہ لاہور کے ایک بڑے اخبار میں ایک ریٹائرڈ بریگیڈیئر کا مضمون چھپا ہے جس میں انہوں نے یہ بے بنیاد ''انکشاف'' کیا ہے کہ ''آپریشن جبرالٹر'' جنرل اختر حسین ملک کی ایک سازش تھی اور اس سازش کا مقصد پاکستان کو نقصان پہنچانا تھا۔

چونکہ اس مضمون کے مصنف اپنے نام کے ساتھ بریگیڈیئر لکھتے ہیں اس لئے ان کے قلم سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو قارئین مستند سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ صاحب لڑنے والے بریگیڈیئر نہیں تھے۔ یہ پبلک ریلیشنز کے افسر تھے جو جنگی سٹریٹیجی کی الف ب سے بھی واقف نہیں اور انہوں نے محاذ اور مورچے کبھی دور سے بھی نہیں دیکھے تھے۔ میرا مقصد ان بریگیڈیئر صاحب کی توہین نہیں، میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ایک بریگیڈیئر کے مفروضے کو بھی قارئین حقیقت سمجھ لیتے ہیں۔

ان بریگیڈیئر صاحب کے مضمون کا جواب ایک ریٹائرڈ میجر نے اسی اخبار میں دیا ہے۔ یہ میجر صاحب محاذ پر لڑے ہیں اس لئے اصل حقیقت سے آگاہ ہیں۔

ایک یہ سوال تھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں؟ یہ لوگ کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟ اور کچھ اور سوالات تھے جو لے کر میں جنرل سرفراز خان کے ہاں گیا۔ میرے پہلے سوال کے جواب میں جنرل صاحب نے کہا:

''اس کی نشاندہی تو میں نہیں کر سکتا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ میں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے بیانات اور مضامین سراسر تخریب کاری کا عمل ہے اور یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس میں ذرا سی بھی صداقت نہیں اور قوم اور فوج کے مورال اور جذبے پر اس تخریبی پروپیگنڈے کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔''

جنرل اختر حسین ملک مرحوم کے متعلق جنرل سرفراز خان نے ان الفاظ میں رائے دی:

''میں جنرل اختر حسین ملک کو بہت قریب سے جانتا ہوں۔ وہ نہایت مخلص انسان تھا۔ بے شک وہ اس گروہ سے تعلق رکھتا تھا جسے آپ Hawks کہہ سکتے ہیں۔ جنرل اختر بارہویں ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ آزاد کشمیر کا علاقہ اس کی کمانڈ میں شامل تھا۔ اس زمانے میں اس کے اپنے جو مشاہدات تھے، ان سے اس نے یہ رائے قائم کی تھی کہ اس وقت مقبوضہ کشمیر کے لوگوں میں اس قسم کا جذبہ موجود ہے کہ وہ بھارت سے آزادی حاصل کرنے کو بے تاب ہیں اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں............

جنرل اختر ملک کا مشاہدہ یہ بھی تھا کہ بھارت کی جو فوج وہاں موجود ہے، اس کی لڑنے کی اہلیت اور مورال معیاری نہیں۔ یہ رائے پٹرولنگ وغیرہ کے ذریعے قائم کی گئی تھی۔ جنرل اختر کو یقین تھا کہ آزاد کشمیر کے مجاہدین کو تیار کیا جائے کہ مقبوضہ کشمیر میں داخل ہو کر وہاں کے لوگوں کا تعاون حاصل کریں تو وہاں انقلاب لایا جا سکتا ہے اور یہ انقلاب کامیاب ہوگا............

''کمانڈو آپریشن ایک تجربہ تھا۔ اس وقت جو حالات تھے ان کو دیکھتے ہوئے ایک تحریک چلانے اور اسے کامیاب کرنے کی یہی ایک صورت تھی اور میرے خیال میں یہی خیال ان جرنیلوں کا تھا جو جی۔ ایچ۔ کیو میں تھے، یعنی جن کا تعلق پلاننگ سے تھا مثلاً سی۔ جی۔ ایس، ڈی۔ ایم او، ڈی۔ ایم۔ آئی وغیرہ۔ ان سب کا یہی خیال تھا کہ کشمیر کے تنازعہ کا اگر کوئی سیاسی حل نہیں رہا یا کوئی سیاسی حل ممکن نہیں اور اس کا حل فوجی ہی ہے تو پاکستان کو اس سے بہتر موقع پھر کبھی شاید نہ مل سکے۔ ہمارے اس وقت کے کمانڈر انچیف جنرل موسیٰ بہت عرصہ یہ کہتے رہے کہ انہیں اس آپریشن کے متعلق معلوم ہی نہیں تھا اور وہ یہ بھی کہتے رہے کہ پاکستان کا تعاون اس آپریشن میں شامل نہیں تھا لیکن بہت عرصے بعد جنرل موسیٰ نے My Version کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے تسلیم کر لیا کہ انہیں معلوم تھا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ حکومت نے جب یہ فیصلہ دے دیا کہ مقبوضہ کشمیر کے اندر Raids (یعنی گوریلا حملے) شروع کر دیئے جائیں تو میں نے نمبر 12 ڈویژن کے کمانڈر جنرل اختر حسین ملک کو حکم دیا کہ وہ اس آپریشن کا پلان جی۔ ایچ۔ کیو کے مشوروں اور تجاویز کے مطابق تیار کریں۔ اس کا نام آپریشن جبرالٹر ہوگا۔ جی۔ ایچ۔ کیو نے چند ایک تبدیلیوں کے بعد پلان منظور کر لیا۔ اختر حسین ملک نے ریت کے ماڈل پر یہ پلان مری میں سمجھایا۔ سپریم کمانڈر (ایوب خان) اور اس کا ملٹری سیکرٹری موجود تھے۔ میرے ساتھ چیف آف جنرل سٹاف میجر شیر بہادر، ملٹری آپریشن کے ڈائریکٹر بریگیڈیئر گل حسن اور انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر بریگیڈیئر ارشاد خان تھے۔ کوئی سویلین افسر موجود نہیں تھا۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اس وقت ملک کا صدر ایوب خان سویلین نہیں تھا جو فوجی امور کو اور اس کمانڈو آپریشن کی اونچ نیچ کو نہ سمجھ سکتا۔ وہ فیلڈ مارشل تھا جو جنگی امور کے علاوہ ملکی اور عالمی سیاست کو بھی سمجھتا تھا۔

جنرل سرفراز خان نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ کمانڈو آپریشن کا پلان اکیلے جنرل اختر حسین ملک نے تیار نہیں کیا اور یہ ان کی سازش نہیں تھی، کہا۔

''آپریشن شروع کرنے سے پہلے لاہور میں جرنیلوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ میں بھی اس میں شامل تھا۔ جنرل موسیٰ بھی تھا۔ یہ خاص طور پر ذہن میں رکھیں کہ جنرل اختر حسین ملک اس کانفرنس میں موجود نہیں تھا۔ تمام جرنیلوں سے اس آپریشن کے متعلق رائے لی گئی تھی۔ ہر ایک نے رائے دی تھی۔ میں نے اور جنرل یحییٰ نے اسے Spill-over کہا تھا اور یہ بھی کہ اگر ہم اپنے آپ کو اتنا طاقتور نہیں سمجھتے نہ اپنے آپ کو یہ Risk لینے کے لئے تیار پاتے ہیں تو اس کے متعلق سوچنا بیکار ہے............

''اس کے جواب میں جنرل شیر بہادر نے کہا تھا کہ کشمیر کے مسئلے کا حل فوجی کارروائی سے ہی کرنا ہے تو اس سے بہتر موقع اور کوئی نہیں ہوگا............ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ آپریشن جبرالٹر کسی ایک فرد کا فیصلہ نہیں تھا، یہ فیصلہ اتفاق رائے سے کیا گیا تھا۔ کچھ اختلاف رائے پیدا ہوا تھا لیکن آخری فیصلہ ہر کسی نے قبول کیا تھا۔ اگر کمانڈر انچیف اس فیصلے کو غلط سمجھتا تھا تو اسے استعفیٰ دے دینا چاہئے تھا''۔

(ماہنامہ حکایت ڈائجسٹ ستمبر 1985ء ص 18 تا 21)

(مرسلہ: ناصر احمد صاحب)

ریاض احمد ملک صاحب

# محترمہ مانو بی صاحبہ عرف ماں جی آف دوالمیال چکوال

دوالمیال ضلع چکوال کی ایک بزرگ خاتون خاکسار کی نانی اماں محترمہ مانو بی صاحبہ عرف ماں جی اہلیہ صوبیدار محمد خان راشد ساکن دوالمیال تھیں۔

محترمہ مانو بی صاحبہ کا اصل نام ماہ نو بی تھا آپ کے بھائی مکرم ڈاکٹر گل محمد صاحب ایک مخلص احمدی ضلع چکوال کے علاقہ کہون کے پہلے ڈاکٹر تھے تحصیل کونسل کے ممبر رہے وہ ایک زیرک انسان اور ایک ماہر ڈاکٹر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ ماں جی صاحبہ اپنے اکلوتے بھائی ڈاکٹر گل محمد صاحب کی تعلیم میں حد درجہ معاون رہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی اپنی اس بہن کی حد سے زیادہ عزت و تکریم کرتے تھے۔

محترمہ ماں جی صاحبہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے اور جس کی بدولت آج ہمارے ننھیال خاندان (راشد) خدا کے فضل سے احمدیت کی نعمت سے مالا مال ہے۔ جب آپ کی شادی مکرم نائب صوبیدار محمد خان صاحب راشد سے ہوئی تو اس وقت وہ احمدی نہ تھے آپ نے نئے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے خاوند سے کہا کہ میں اطاعت خاوند کی قائل ہوں لیکن میں احمدیت سے ہرگز کنارہ کشی کرنے یا ایک قدم پیچھے ہٹنے کیلئے تیار نہیں اور نہ ہی آپ اور آپ کے خاندان والے مجھے احمدیت کی خدمت کرنے سے منع کریں گے آپ بہت ہی دلیر اور بارعب خاتون تھیں۔ اخلاق حسنہ، رعب اور شخصیت کے باعث ہر کوئی آپ کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ کے حلقہ احباب اور اقارب داروں میں کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ آپ کی موجودگی میں احمدیت، حضرت مسیح موعود خلفائے احمدیت یا بزرگان سلسلہ کے متعلق ناروا رنگ میں لب کشائی کریں۔ جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کیلئے آپ بے قرار رہتیں اور جلسہ سالانہ کے کرایہ کیلئے شروع سال سے ہی ایک مٹی کی ڈولی میں علیحدہ رقم رکھنی شروع کر دیتیں۔ آپ جب قادیان جاتیں تو وہاں سے سلسلہ کا لٹریچر لے آتیں اور آ کر اپنے خاوند کو پڑھنے کیلئے دیتیں اور ساتھ خدائے بزرگ و برتر سے راتوں کو جاگ جاگ کر اپنے خاوند کیلئے دعائیں کرتیں کہ اے اللہ میرے خاوند کو احمدیت کے رنگ میں رنگ دے۔ آہستہ آہستہ آپ کی دعوت الی اللہ اور آپ کے دل سے نکلی ہوئی نیم شب کی دعائیں اللہ کے حضور قبول ہوئیں اور آپ کے خاوند نے احمدیت کی سچائی کو پا لیا۔ اور احمدیت قبول کر لی اور پھر ہر سال آپ قادیان جلسہ سالانہ پر جانے لگے اور یوں ماں جی کی رات کے پچھلے پہر کی دعاؤں کے اثر نے ہمارے خاندان کو احمدیت میں رنگ دیا آپ کے تین بیٹوں اور چار بیٹیوں کا تمام خاندان خدا کے فضل اور خاص احسان کی بدولت دوالمیال میں احمدیت پر قائم ہے اور یہ سب سعادت ماں جی صاحبہ کی مساعی اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

ماں جی صاحبہ محترم مولوی کرم داد صاحب پہلے امیر جماعت احمدیہ دوالمیال کی بھانجی تھیں اور مولوی کرم داد صاحب بھی آپ کی شخصیت اور خاص کر اپنے خاوند کو احمدیت قبول کروانے کی وجہ سے بہت متاثر تھے روزانہ آپ کے گھر آتے اور آپ کے خاوند کو احمدیت کی سچائی کے بارے میں بتاتے۔ ماں جی صاحبہ بھی مولوی صاحب کی بہت عزت و تکریم کرتی تھیں ماں جی کے بیٹے مکرم صوبیدار ملک حبیب خان صاحب کی شادی مولوی کرم داد صاحب کی پوتی مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔

ماں جی صاحبہ کو احباب جماعت اور عزیز و اقارب شفیق اور بہی خواہ سمجھتے تھے اور اپنے ذاتی خاندانی اور دیگر معاملات اور تنازعات کا آپ سے فیصلہ کرواتے تھے۔ آپ خداداد دانشمندی سے معاملات کی تہہ تک فوراً پہنچ جاتیں اور بالعموم آپ کی رائے ہی قبول کی جاتی۔ آپ احباب جماعت اور اپنے خاندان کی بچیوں سے واقف تھیں۔ ان کی اصلاح، ان کے مستقبل اور ان کے رشتوں کی فکر میں لگی رہتیں اور ہمیشہ آپ کہا کرتی تھیں کہ دوالمیال جماعت کو یہ مسئلہ حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے ورنہ جماعت پچھتائے گی۔ آپ نے اپنی حیات میں خاندان کے تمام اور جماعت کے بہت سارے رشتے اس طرح کروائے کہ دونوں خاندانوں کے بڑوں کو بلا کر رشتہ کر دیتیں۔ اور خدا کے فضل و تائید سے وہ رشتے جو ان کی دعاؤں کے ثمر کی بدولت تھے خوب کامیاب ہوئے۔

سب احباب آپ کو ماں جی کے نام سے پکارا کرتے تھے کیونکہ واقعی وہ اصل میں سب کی ماں تھیں کیونکہ آپ ہر ایک کے دکھ اور سکھ میں برابر شریک ہوتیں۔ آپ کو جماعت کے مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کا موقع ملا۔ جو خدمت آپ کے سپرد کی گئی آپ نے نہایت محنت، خلوص، دیانت داری اور لگن سے سرانجام دیا۔ اپنی زندگی میں جہاں آپ نے اپنی اولاد کے سکھ کئی رنگ میں دیکھے وہاں بعض اولاد کی طویل بیماریوں عزیزوں کی وفات، مالی مشکلات اور دیگر کئی قسم کی تکالیف کا سامنا ہوا۔ لیکن آپ نے ہمیشہ تمام صدمات مشیت ایزدی جان کر برداشت کئے۔ رضائے الٰہی پر ہمیشہ صابر رہیں کبھی گلہ نہیں کیا۔ آپ تقدیر خداوندی پر راضی رہنے والی ہستی تھیں۔

نمازوں اور ذکر الٰہی میں منہمک رہتیں۔ تمام افراد خانہ کو عبادت کیلئے بیدار کرتیں۔ کبھی برداشت نہیں کرتی تھیں کہ کوئی فرد عشاء ادا کئے بغیر سو جائے اور نماز فجر کیلئے بیدار نہ ہو۔ چھوٹے بچوں کو بڑے انہماک سے نماز یاد کراتیں اور نرمی و سختی سے بچوں کو عبادات الٰہیہ کا پابند کرتیں۔ نیم شب تہجد کا اہتمام کرتیں۔ اپنی زبان میں دعائیں با آواز بلند پڑھتی رہتیں جمعہ کی نماز باقاعدہ احمدیہ دارالذکر دوالمیال میں ادا کرتی تھیں اور چندوں کی ادائیگی کا خاص خیال رکھتی تھیں۔ جمعہ کے دن تمام لجنات کے ہمراہ احمدیہ دارالذکر دوالمیال کی باقاعدہ صفائی کرتیں۔ آپ کی اولاد اور خاندان سے خدا کے فضل سے جماعت کو مخلصین عطا ہوئے ہیں۔

آپ موصیہ تھیں آپ نے 27 دسمبر 1967ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کو آپ کے آبائی گاؤں دوالمیال میں دفن کیا گیا۔ اور آپ کا یادگار کتبہ بہشتی مقبرہ میں قطعہ نمبر 10 میں لگا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس احمدیت کی فدائیہ، خلافت سے والہانہ عشق اور گہری عقیدت رکھنے والی ماں جی صاحبہ کو جوار رحمت میں جگہ دے آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے والا بنائے تاکہ یہ نیکیاں ماں جی صاحبہ کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہوں۔ آمین

ماخوذ

# سوہو (SOHO)

## سورج سے متعلق معلومات فراہم کرنے والی رصدگاہ

سورج سے متعلق ہمیں معلومات فراہم کرنے والی رصدگاہ (SOHO) "Solar and Helliospheric Observatory" دس سال کی ہو چکی ہے۔ ان 10 سالوں میں اس رصدگاہ نے سورج کی کارکردگی اور خلائی موسم سے متعلق ایسے رازوں سے پردے اٹھائے کہ انسانی عقل بھی دنگ رہ گئی۔ لیکن زمین سے 15 لاکھ کلومیٹر سورج کی عین سیدھ میں محو پرواز اس مشن سے وابستہ افراد کو مایوسی یہ لاحق ہے کہ اس کے 2 سال باقی رہ گئے ہیں۔ یہ پراجیکٹ ناسا اور یورپین سپیس ایجنسی ESA کے اشتراک سے 1945ء سے رواں دواں ہے اور دنیا بھر کی سولر سائنس کمیونٹی اس کی اہمیت اور کارکردگی کی قائل ہے۔ اس رصدگاہ کی خصوصیت کا سائنسدانوں کو اس وقت اندازہ ہوا جب اس کی بھیجی اطلاعات سے انہیں یہ پتہ چلا کہ سورج کی کارکردگی سے خلاء کا موسم کس طرح تشکیل پاتا ہے۔ اس نے اب تک شمسی جھکڑوں، دھماکوں اور سورج کے اندرونی رازوں تک انقلابی معلومات پہنچائی ہیں۔ اپنی کامیابی اور مضبوطی کے باوجود اس خلائی مشن کو کئی مرتبہ نقصان بھی اٹھانا پڑے۔ 1998ء میں سوہو کی ٹیم کا رصدگاہ سے رابطہ منقطع ہو گیا اس کے مہینوں بعد اس کے گیئر نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ جون 2003ء میں اس کے ہائی گین انٹینا میں خرابی پیدا ہونے سے سوہو زمین تک ڈیٹا فراہم نہ کر سکی۔ سوہو سے متعلق ناسا کے پراجیکٹ سائنٹسٹ جو گرمین اپنی رصدگاہ کی کامیابی کا سہرا یورپی اور امریکی سائنسدانوں کے سر باندھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کی بقا انہی لوگوں کی مرہون منت ہے جو اس میں دلچسپی رکھتے ہیں اور گزشتہ ایک دہائی سے مختلف تکنیکی چیلنجوں سے نبٹتے ہوئے انہوں نے رصدگاہ کو قابل استعمال رکھا ہوا ہے۔ سورج اور خلائی موسم سے متعلق معلومات کی فراہمی کے علاوہ سوہو دمدار ستاروں کی بھی بہترین شکاری ثابت ہوئی۔ اگست 2005ء میں سپیس کرافٹ کے بھیجے ڈیٹا سے ریسرچر نے ایک ہزار دمدار ستارے دریافت کئے۔ جن میں سورج کے گرد محو گردش دمدار ستارے شامل ہیں۔ ایک دہائی میں ایک ہزار دمدار ستاروں کی دریافت از خود سائنسدانوں کے لئے حیران کن ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ رصدگاہ صرف سورج کے گرد منڈلاتے دمدار ستاروں کو ہی دریافت کرنے کی پوزیشن میں تھی۔ کیونکہ جس وقت اسے مشن پر بھیجا گیا تھا تب یہی امید وابستہ کی گئی تھی کہ یہ رصدگاہ 10 سالوں میں صرف 100 تک کامٹ دریافت کر پائے گی۔

سوہو کی اس غیر معمولی کارکردگی کے قائل سائنسدان اس کے مستقبل کے بارے میں بہت زیادہ پریشان ہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ مزید کئی دہائیاں اسی طرح اپنی کارکردگی دکھاتی رہے گی لیکن اس کے لئے مختص بجٹ میں کٹوتی نے اس کے مستقبل پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ 2008ء تک ناسا کی جانب سے فراہم کردہ فنڈز میں بتدریج کمی کی جائے گی اور پھر سپیس ایجنسی کی جانب سے سولر ڈائنامکس آبزرویٹری (Solar Dynamics Observatory) کو خلا میں بھیجنے کی خاطر سوہو کے لئے فنڈز کی فراہمی میں تیزی سے کمی کر دی جائے گی جو اس سے وابستہ سائنسدانوں کے لئے یقیناً ایک بڑا دھچکا ہے۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 22 جنوری 2006ء)

(بقیہ صفحہ 5)

''گیدڑ کی سو سال کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔'' ٹیپو سلطان کا یہ جملہ ان کو ورد زبان تھا۔ چنانچہ ان کے آفیسر کمانڈنگ کا بیان ہے کہ۔

''میجر مرحوم نے زندگی کے آخری تین دن اس طرح گزارے کہ کھانے پینے اور آرام کرنے کی مہلت ہی ان کو نہ ملی وہ مسلسل لڑتے رہے جب ان کی نعش محاذ سے گاڑی پر لائی گئی تو سپاہی اور افسر دھاڑیں مار مار کر روتے تھے۔ شہادت کے وقت وہ دشمن کی گولہ باری کی زد سے نکل آئے تھے اور تیزی سے آگے ہی بڑھتے جارہے تھے کہ ایک شیل ان کو آ لگا۔''

(حق کے پرستار از نسیم کاشمیری صفحہ 396)

# زندگی کا پیغام دینے والی قیادت

خورشید ندیم اپنے کالم تکبیر مسلسل میں لکھتے ہیں:۔

"حماس نے اس حقیقت کے ادراک میں بہت دیر لگا دی جو برسوں پہلے ہی نوشتہ دیوار تھی۔ اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنا ایک ریاست کو ماننا نہیں ہے، دراصل اس بات کا اعتراف ہے کہ دور حاضر میں کسی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کی کامیابی کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ فلسطینی قیادت اگر دنیا میں آنے والی سیاسی وفکری تبدیلیوں کی چاپ بروقت سن لیتی تو شاید صابرہ اور شتیلہ کے دکھ فلسطینیوں کے مقدر میں نہ لکھے جاتے۔ کل موت کی آغوش میں سوجانے والے پھول سے بچے آج خوبصورت جوان ہوتے۔ فلسطینی آج جاپانیوں کی طرح دنیا کی ایک طاقتور قوم ہوتے۔ ظلم کے وہ باب شاید تاریخ کی کتابوں میں درج نہ ہوتے جو اہل فلسطین کے جسموں پر اوران کے لہو سے لکھے گئے۔ حماس کا نیا مؤقف جاننے کے بعد میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دنیا کے دوسرے خطوں میں برسرپیکار میرے بھائیوں کو اس بات کے ادراک میں مزید کتنے سال لگیں گے؟

کب نظر میں آئے گی بے داغ سبزے کی بہار
خون کے دھبے دھلیں گے کتنی برساتوں کے بعد

گزشتہ دوسو سال میں مسلمانوں کو جو سیاسی اور فکری قیادت میسر آئی، اس میں شاید ہی کوئی ایسی صاحب بصیرت شخصیت تلاش کی جاسکے جس نے دنیا میں آنے والی تبدیلیوں کا صحیح معنوں میں ادراک کیا ہو اور مستقبل کے پردے میں جھانک کر وہ راہنمائی فراہم کی ہو جو وقت کی ضرورت تھی۔ بصد احترام یہ لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ سرسید احمد خان اور محمد علی جناح کے علاوہ شاید اس فہرست میں کوئی اور نام درج نہ کیا جاسکے۔ اس سارے عرصے میں مسلمان رہنماؤں نے ماضی کو حوالہ بنا کر مسلمانوں کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ عصری تبدیلیوں کو سمجھتے اور مستقبل کے حوالے سے کوئی حکمت عملی وضع کرتے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ان کے عظیم ماضی کے قصے سنا کر ان میں جذباتیت پیدا کی اور انہیں یہ پیغام دیا کہ اس جذباتیت کے سہارے اگر وہ بے تیغ لڑیں گے تو بھی کامیاب ہوں گے۔ اس حکمت عملی میں نہ تو اس بات کا شعور ملتا ہے کہ انسان نے مادی اعتبار سے کتنی ترقی کر لی ہے اور نہ ہی اس کا علم موجود ہے کہ اس دور میں معرکے کا اصل میدان تبدیل ہو گیا ہے۔

اس بات کو چند مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ 1857ء میں جن لوگوں نے انگریزوں کے خلاف مسلح جدوجہد شروع کی وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ ان کی قوت اور انگریزوں کی قوت میں کمیت کے بجائے کیفیت کا غیر معمولی فرق واقع ہو چکا ہے جو اس معرکے میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے والا ہے۔ ایک انگریز مصنف ہیرنشا (FGC Hearenshaw) نے ایک کتاب (The Ifs of History) لکھی جس میں تاریخ میں آنے والی ان اہم تبدیلیوں کا ذکر کیا کہ اگر وہ وجود میں نہ آئی ہوتیں تو دنیا کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔ اس کتاب کا ایک باب ہے "اگر برقی ٹیلی گراف نہ ہوتا" اس کی تفصیل میں اس نے 1857ء کی جنگ آزادی کا ذکر کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس معرکے کے وقت ہندوستان میں برطانوی فوجیوں کی تعداد 45 ہزار تھی اور ہندوستانی سپاہیوں کی تعداد ڈھائی لاکھ سے زیادہ تھی۔ اگر انگریزوں کے پاس ٹیلی گراف نہ ہوتا تو اس بغاوت میں کسی ایک انگریز کا بچنا محال ہوتا۔ اس برقی تار کے ذریعے گورنر جنرل لارڈ کیننگ نے انگلستان سے مزید فوج طلب کی۔ اس تار کی مدد سے اس نے تیزی کے ساتھ بمبئی، لندن اور برما وغیرہ سے فوجی دستوں کو گنگا کی وادی میں جمع کر لیا۔ اس تار کو استعمال میں لاتے ہوئے ایران سے انگریز فوجی منگوالئے گئے۔ اس تار سے ایک پیغام سنگاپور پہنچا جہاں سے پانچ ہزار مسلح فوجیوں پر مشتمل دستہ واپس بلالیا گیا جو چین جارہا تھا اور جس کے پاس وافر اسلحہ تھا اور اسی تار کی مدد سے کیپ کالونی سے جدید اسلحہ منگوایا گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے۔

تحریک مجاہدین کی شکست کے اسباب پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا مودودی نے لکھا "سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید جو عملاً اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے اٹھے تھے، انہوں نے سارے انتظامات کئے مگر اتنا نہ کیا کہ اہل نظر علماء کا ایک وفد یورپ بھیجتے اور یہ تحقیق کراتے کہ یہ قوم جو طوفان کی طرح چھاتی چلی جارہی ہے اور نئے آلات، نئے وسائل، نئے طریقوں اور نئے علوم وفنون سے کام لے رہی ہے اس کی اتنی قوت اور اتنی ترقی کا راز کیا ہے۔ اس کے گھر میں کس نوعیت کے ادارے قائم ہیں، اس کے علوم کس قسم کے ہیں۔ اس کے تمدن کی اساس کن چیزوں پر ہے اور اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے"۔ (تجدید واحیائے دین)۔ بطور جملہ معترضہ عرض ہے کہ مولانا مرحوم کی اپنی تحریک بھی آج عصری تبدیلیوں سے اسی طرح بے خبر ہے۔

معاصر حالات سے بے خبری کی ایک مثال اورنگزیب عالمگیر بھی ہے۔ وہ اٹھارہویں صدی میں قرآن مجید کی کتابت کر رہا تھا جبکہ پندرھویں صدی (1455ء) میں انجیل کا پہلا نسخہ پریس پر چھپ چکا تھا جس سے عیسائیت اور اسلام کی تبلیغ میں دو تین صدیاں حائل ہوگئیں۔ اگر اورنگزیب ایک پریس ہی لگا دیتا تو ہندوستان کا نقشہ مختلف ہوتا۔ اسی طرح شاہ ولی اللہ اسلامی فکر کی تشکیل نو کر رہے تھے لیکن ان کے ہاں اس بات کی کوئی جھلک موجود نہیں تھی کہ ان کی وفات سے 75 سال پہلے نیوٹن کی کتاب شائع ہو چکی تھی اور دنیا میں ایک سائنسی انقلاب نے سوچ کے دھارے کو یکسر تبدیل کر دیا تھا۔

مسلمان قیادت کی یہ بے خبری آج تک اسی طرح برقرار ہے۔ آج بلا استثنا مسلمانوں کے فکری اور سیاسی قائدین کے ہاں چند باتوں کا سرے سے کوئی ادراک نہیں ہے۔ مثال کے طور پر۔

☆ یہ غیر حکومتی مسلح جدوجہد کا دور نہیں ہے۔ ایسی ہر کوشش کا نتیجہ وسائل کے ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔

☆ حکومتوں کے لئے بھی مقابلے کا اصل میدان آج تبدیل ہو چکا ہے، اب مسلمانوں کو اپنی توانائیاں علمی اور معاشی میدان میں صرف کرنا ہوں گی۔ چین کی طرح تصادم سے گریز لازم ہے۔

☆ دنیا میں اب مقامی سطح پر کوئی تبدیلی نہیں آسکتی۔ ہر سیاسی وجغرافیائی تنازعے کو اب ایک بین الاقوامی تناظر میں طے ہونا ہے۔

☆ مسلمانوں اور دوسری قوتوں کے مابین مادی قوت کا فرق اتنا غیر معمولی ہے کہ جب تک اسے کسی معقول سطح تک کم نہیں کیا جائے گا، مسلمان نئے عالمی نظام کے چیلنج کا سامنا نہیں کرسکیں گے۔

☆ آزادی اور غلامی کے قدیم تصورات بھی اب تبدیل ہو گئے ہیں۔ آج بہت سے ملک کہنے کو آزاد ہیں لیکن حقیقی آزادی سے محروم ہیں۔ پاکستان بھی ان ہی میں سے ایک ہے۔

مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ آج ان کی قیادت جن ہاتھوں میں ہے ان کے ہاں فی الجملہ ان تمام امور کا ادراک موجود نہیں ہے۔ آج عراق یا افغانستان میں چند امریکی مرتے ہیں تو یہاں خوشی کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور پیشگوئیاں کی جاتی ہیں کہ عراق امریکہ کے لئے ویت نام بننے والا ہے۔ اس انداز فکر میں اس کا کوئی ادراک نہیں کہ میدان جنگ اگر بغداد اور کابل بنیں گے تو اس میں ان کی کوئی کامیابی نہیں۔ پھر یہ کہ ویتنام سے امریکہ کی پسپائی اس دور کا واقعہ ہے جب دنیا طاقت کے حوالے سے قدرے متوازن تھی۔ مزید یہ ہے کہ یہ زخم کھانے کے بعد امریکہ کی عالمی حیثیت میں دن بدن اضافہ ہوا ہے اور ویتنام میں آج تک غربت کا راج ہے۔ جس میدان میں جنگ لڑی جاتی ہے وہاں تو مدت تک گھاس نہیں اُگتی۔

حماس کی قیادت کے اس فیصلے کو اگر ہم صحیح تناظر میں سمجھ سکیں تو ضروری ہوگا کہ کشمیر، چیچنیا، عراق اور افغانستان سمیت، ہر مقام پر ہم اس پر غور کریں کہ دور حاضر میں کوئی قوم اگر بقا کی جنگ لڑنا چاہتی ہے تو اس کی حکمت عملی کیا ہونی چاہئے؟ اس سوال پر سب سے زیادہ ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو مسلمانوں کی قیادت کے دعویدار ہیں میرا خیال ہے کہ جس لائحہ عمل میں درج بالا امور کا فہم شامل نہیں ہوگا۔ وہ مسلمانوں کے لئے نجات کا پیغام نہیں بن سکتی۔ آج مسلمانوں کو وہ قیادت چاہئے جو انہیں زندگی کا پیغام دے سکے۔ موت کو مرگ انبوہ بنا کر اسے رومانوی رنگ دینا آسان ہے لیکن کسی قوم کو زندگی کے چند لمحے دینا بہت مشکل۔ آج مسلمانوں کو وہ قیادت چاہئے جو اس مشکل کو آسان کر سکے۔

(روزنامہ جنگ 5 جولائی 2006ء)

# ممالک بیرون میں بیوت الذکر کی تعمیر

۞ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممالک بیرون میں احمدیہ بیوت الذکر کی تعداد تیرہ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔ تاہم سیدنا حضرت مصلح موعود کی ایک خصوصی تحریک بابت تعمیر بیوت الذکر کو جاری رکھنا ازبس ضروری ہے تاکہ بیرون پاکستان ہر ملک میں ہی نہیں بلکہ ہر گاؤں میں خدا کا گھر تعمیر کروایا جائے۔ اس سلسلے میں جماعتوں کو حضرت مصلح موعود کے ارشادات کی یاددہانی حسب ذیل خلاصہ کی صورت میں کروائی جاتی ہے۔ آپ کے ارشادات کے مطابق ہر خوشی کے موقعہ پر بیوت الذکر کی مد میں شکرانہ کے طور پر حسب استطاعت چندہ ادا کیا جائے۔ مثلاً شادی، بچے کی پیدائش، ملازمت کے حصول میں کامیابی، امتحانات میں کامیابی وغیرہ۔ بعض جماعتوں میں دیکھا گیا ہے کہ خوشی کے مواقع پر عہدیدار حضرات صرف مقامی بیت الذکر کیلئے چندہ لیتے ہیں انہیں حضرت مصلح موعود کی تحریک کے مطابق ممالک بیرون کی بیوت الذکر کیلئے بھی چندہ لینا اور اسے مرکز میں بھجوانے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ مخلص افراد جماعت ہر خوشی کے موقع پر بیوت الذکر کی تعمیر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔ عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مقامی طور پر ہر خوشی کے موقعہ پر متعلقہ گھرانوں کو اس کی موثر تحریک کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(مرسلہ: وکیل المال اول تحریک جدید)

# ملازمت کے مواقع

۞ ایک مشہور ومعروف سول انجینئرنگ کمپنی کو جو عرصہ دراز سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں کام کر رہی ہے جس نے پاکستان کے باہر بھی مختلف پروجیکٹس پر کام کیا ہے اس کو اپنے لاہور آفس اور پروجیکٹس کیلئے درج ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔

**مینیجر ایڈمنسٹریشن:** کسی بھی مضمون میں پوسٹ گریجوایشن اور ایڈمنسٹریشن کا تین سال کا تجربہ
ایم کام۔ ایم بی اے۔ تجربہ کم از کم 2 سال
بی کام۔ تجربہ 10 سال
یا ایسے افراد جنہوں نے آرٹیکل شپ مکمل کی ہو۔

نظارت امور عامہ سے رابطہ کریں۔ (ناظر امور عامہ)

# درخواست دعا

۞ مکرم سیف علی شاہد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ میرپور خاص تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم مبارک محمود صاحب مربی سلسلہ کی کیمو تھراپی جاری ہے۔ 9th Cycle آج سے شروع ہے۔ اب کیمو تھراپی سے عزیزم کے خون میں W.B.C اور Platelets کم ہو رہے ہیں جس کیلئے ڈاکٹر صاحب نے ایک انجکشن تجویز کیا ہے جو ہر کیمو تھراپی کے بعد لگیں گے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے علاج میں برکت ڈالے اور جلد مکمل صحت عطا کرے۔ (آمین)

# خبریں

## قانون توڑنے کی اجازت نہیں دینگے

صدر جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ کسی کو قانون توڑنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سابق وزیر اعظم ظفر اللہ خان جمالی نے صدر سے ملاقات کی اور بلوچستان کی تازہ ترین صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ صدر مشرف نے کہا کہ مسائل مذاکرات سے حل کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت بلوچستان میں قانون کی حکمرانی چاہتی ہے۔ بعض سیاسی جماعتیں مخصوص مفادات کیلئے موجودہ صورتحال کو استعمال کر رہی ہیں۔ صوبے کی ترقی کی راہ میں کسی کو روڑے اٹکانے کی اجازت نہیں دینگے۔ بلوچستان میں بیرونی ہاتھ ملوث ہوسکتا ہے۔ صوبے کی صورتحال کو مزید خراب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

## بلوچستان کے بارے حکومتی حقائق نامہ

بلوچستان کے بارے میں وفاقی حکومت کے جاری کردہ حقائق نامہ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ بلوچستان میں نواب اکبر بگٹی نواب خیر بخش مری اور سردار عطاء اللہ مینگل نے اپنے علاقوں میں دہشت گردی اور تخریب کاری کے دوران انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کیں۔ گزشتہ تین برسوں کے دوران کارروائیوں میں سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے، جبکہ اربوں روپے کی قومی املاک کو نقصان پہنچایا۔ وزیر اطلاعات محمد علی درانی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ خود ساختہ نواب اور سردار ہمیشہ ترقی، آزادی اور انسانی حقوق کے مخالف رہے اور دہشت گردی کو اپنے جاگیردارانہ نظام کے تسلسل کیلئے استعمال کرتے رہے۔

## طالبان نواز افغان پناہ گزینوں کے خلاف آپریشن

وزارت داخلہ نے پاکستان کیلئے سیکیورٹی رسک بننے والے طالبان نواز پناہ گزینوں کے خلاف ملک بھر میں آپریشن شروع کر دیا ہے۔ اب تک 100 افراد کو گرفتار کر کے افغان حکومت کے حوالے کیا جاچکا ہے۔

## لبنان میں قیام امن کیلئے مدد

وزیر اعظم شوکت عزیز نے چار ملکی دورہ سے واپسی پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ لبنان میں قیام امن کیلئے عالمی برادری کی مدد کرینگے۔ تاہم ابھی فوج بھیجنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ پاکستان نے قبرص کے مسئلے پر ہمیشہ ترکی کا ساتھ دیا ہے۔

## پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش

دفتر خارجہ نے کہا ہے بھارت پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کیوبا میں مشرف من موہن ملاقات متوقع ہے۔ افغان حکومت بلوچستان کی صورتحال خراب کرنے میں ملوث نہیں۔ صدر مشرف جلد کابل کا دورہ کریں گے۔ تاریخ کا ابھی تعین نہیں ہوا۔ دوطرفہ تعلقات کو مستحکم کرنے سمیت دیگر امور پر بات چیت کرینگے۔ پاکستانی شہریوں کو عراق میں سفر کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ عراق میں مارے جانے والے زائرین شام کے راستے عراق گئے تھے۔ کربلا کے حملہ میں بچ جانے والی خواتین 11 ستمبر کو واپس وطن پہنچیں گی۔

## بلوچستان میں ہنگامے

ڈیرہ بگٹی کے قریب نامعلوم افراد نے گیس پائپ لائن کو دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ جس سے گیس کی فراہمی معطل ہوگئی۔ بلوچستان میں وکلاء کی طرف سے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ 3 پولیس اہلکار معطل کر دیئے گئے۔ فائرنگ سے 3 افراد ہلاک اور 7 زخمی ہوگئے۔

## عراق میں 26۔ افراد ہلاک

عراق میں فائرنگ اور بم دھماکوں میں دو امریکی فوجیوں سمیت 26۔ افراد ہلاک کر دیئے گئے ہیں جبکہ 200۔ افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

## لیموں قدرت کا انمول تحفہ

(نیٹ نیوز) لیموں اپنے گوناگوں فوائد کے لحاظ سے قدرت کا انمول تحفہ ہے۔ حیات بخش وٹامن سی کا خزانہ ہے اس کا چھلکا، رس اور بیج غذائی اجزاء سے بھرے ہیں۔ پرانے حکماء نے خون صاف کرنے ہلکی بھاری غذا ہضم کرنے اور پیٹ کی گیس دور کرنے کیلئے اس کی سکنجبین بنا کر استعمال کرنے کا رواج دیا ہوا ہے۔ اس سے انتڑیوں میں جمے فضلات نکل جاتے ہیں۔ قدرت نے اس میں کیلشیم، پوٹاشیم، فاسفورس، سٹرک ایسڈ اور وٹامنز اے بی اور پی پیدا کئے ہیں۔ گوشت بنانے والے نشاستہ دار اور روغنی اجزاء کا اسے نادر مجموعہ بنایا ہوا ہے اپنے فوائد کے لحاظ سے یہ پھلوں کا بادشاہ ہے لیکن ناقدری کی وجہ سے اسے معمولی سبزی شمار کیا جاتا ہے۔

(دن 16۔اگست 2006ء)

## تصحیح

الفضل 5 ستمبر 2006ء میں صفحہ اول حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کے خلاصہ میں یہ بات سہواً لکھی گئی ہے کہ حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے 1913ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کا سال 1916ء ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

(ادارہ)

ربوہ میں طلوع وغروب 6 ستمبر

| | |
|---|---|
| طلوع فجر | 4:21 |
| طلوع آفتاب | 5:44 |
| زوال آفتاب | 12:07 |
| غروب آفتاب | 6:29 |

## درخواست دعا

مکرم محمد مقبول صاحب ابن مکرم منظور احمد سعید صاحب کارکن دفتر مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی خالہ محترمہ نور فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عیسیٰ منور صاحب آف اسلام آباد حال مقیم جرمنی گزشتہ ایک ہفتہ سے بعارضہ قلب تشویشناک حالت کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ ڈاکٹرز مایوس ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت سے درد دل سے دعا کی درخواست ہے مولا کریم اپنے فضل سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اور فعال زندگی عطا فرمائے۔ آمین

## پتہ درکار ہے

مکرم منیر احمد کھوکھر صاحب ولد مکرم حاجی امام الدین صاحب وصیت نمبر 28114 نے مورخہ 18۔اکتوبر 1991ء کو ایسٹ ٹورانٹو کینیڈا سے وصیت کی تھی موصی صاحب سے دفتر وصیت کا رابطہ نہیں ہو رہا۔ براہ کرم موصی صاحب کے کسی عزیز یا رشتہ دار کو ان کے ایڈریس کے متعلق علم ہو تو فوری دفتر وصیت کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)